مناسک حج میں وقوف عرفہ کے احکام اور فلسفہ وقوف کا تجزیاتی مطالعہ

An Analytical Study of Waqoof Arfa's Rules and Philosophy of Waqoof in Hajj Rituals

Dr. Muhammad Riaz
Assistant Professor GPGC Charsadda
Email: sendmail2riaz@gmail.com
Dr. Nighat Akram
Assistant Professor Department of Islamic Studies, University of Poonch Rawalakot, AJK
Email: nighatakram@upr.edu.pk
Dr Hafiz Muhammad IbrarUllah
Assistant Professor, Department of Islamic studies, University of Azad Jammu and Kashmir, Muzaffarabad
Email: Hafizibrar87@gmail.com

Abstract
Hajj is a great gathering in which the close and faithful servants of Allah subhanahuwata’ala gather. The philosophy of Waqoof Arafa is that the pilgrim should pray for his relatives, friends, deceased people, and all believers. Asking for forgiveness is Mustahab. The famous commentator Zihaak (Rahimahullah) says that Hazrat Adam (Alaih Salam) and HazratHawa (Alaihassalam) gathered at the place of Arafat on the 9th of Dhu al-Hijjah after their separation and they both recognized each other, hence the name of that day and the place called Arafat. The best supplication is the supplication on the day of Arafah, the supplication is accepted on this day, Allah has made some days superior to others, and the days of goodness are the seasons of Allah's blessings and favors for His servants that He forgives sins and raises ranks, And among these virtues is the Day of Arafat. The philosophy of Waqoof is that the prayers of Muslims are accepted, it is a day of reward and honor for Muslims. In Waqoof Arafa, a Muslim feels his weakness and humility despite his progress, The Argument Muslims it instead of personal gain, he feels the suffering of others. One of the main purposes of the rules of Islam is to unite different people into a single nation. On the ninth of Dhul-Hijjah, HazratJibraeel (Alihsalam) taught Hazrat Ibrahim (Alihsalam) all the "Rituals of Hajj" on the day of Arafah. On the day of Arafah, standing Qiblah should be performed. Allah Taala is proud of those who stand in Arafat and often frees them from hell, and on the other hand, Muslims are ordered to fast on this day ،However, this fast is not obligatory-Which is an atonement for the sins of one year past and one year to come. due to the knowledge of Hajj rituals Ninth of Dhul-Hijjah is called 'Yum-e-Arafa'.
Keywords: Rules, Waqoof, Arafa, Hajj rituals, supplication. Humility

تمہید

وقوف عرفہ کے لئے عرفات کا پورا میدان وقوف کی جگہ ہے، مطلب یہ کہ عرفات کے میدان میں جہاں بھی مسلمان کھڑا ہو جائے تو اس کی وقوف ٹھیک ہو جائے گا۔[1] وقوف عرفہ حج کا ایک رکن ہے، اس کے بغیر حج نامکمل ہوتا ہے، جس مسلمان سے وقوف عرفہ فوت ہو جائے وہ اگلے سال دوبارہ حج کرے گا[2]۔ وقوف عرفہ کے حکم میں علماء کا اجماع ہے کہ یہ حج کا رکن ہے، اور جس مسلمان نے اس رکن کو چھوڑ دیا تو اکثر علماء کے نزدیک اگلے سال کا حج ان پر واجب ہے[3]۔ اہل لغت عام طور پر عرفہ کا اطلاق زمان اور عرفات کا مکان کے لئے کرتے ہیں، جبکہ بعض اہل لغت کا خیال ہے کہ عرفہ حاجی کے اس دن کے قیام کا نام ہے جو مکہ سے کچھ میل دُوری پر ہے، اور اسی کا دوسرا نام عرفات بھی ہے[4]۔ جہاں پر حجاج کرام کے لئے وقوف واجب ہے عرفات اسی معروف جگہ کا نام ہے اور وہاں وقوف کرنے کا دن عرفہ کا دن ہے[5]۔ عرفہ کو اس وجہ سے بھی عرفہ کہا جاتا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام حضرت جبرائیل علیہ السلام کو اس سوال کے جواب میں فرمایا کہ "کیا آپ جان گئے جو میں نے سکھایا، تو فرمایا ہاں میں جان گیا" عرفات کا وجہ تسمیہ بھی اسی لئے یہی ہے کہ یہ گفتگو عرفات کے میدان میں ہوئی[6]۔

عرفہ ایک مبارک دن ہوتا ہے، اور یہ حج کا رکن اعظم ہونے کے ساتھ ساتھ جو مسلمان حج کی ادائیگی میں موجود نہیں ہوتے ان کے لئے بھی ایک عظیم دن ہوتا ہے، اس دن اللہ سبحانہ وتعالیٰ اپنے فضل و کرم کے دروازے کھول دیتا ہے۔ حجاج کرام نہایت خوش رُو خوش لباس اور ان کے اجسام نہایت پاکیزہ اور اللہ کی پسندیدہ لباس پہنے ہوئے میدان عرفات میں حاضری دینے جارہے ہوتے ہیں۔

عرفات کا میدان جہاں پر وقوف عرفہ ہوتا ہے ایک اندازے کے مطابق یہ مکہ مکرمہ سے سولہ کلو میٹر کے فاصلے پر واقع ہے، یہ میدان جبل رحمت کے دامن میں مکہ مکرمہ کی جنوب مشرق میں ہے، وقوف عرفہ کے دن نو ذی الحجہ کے علاوہ یہ میدان آباد نہیں رہتا، صرف یوم عرفہ کے دن اہل اسلام کا جم غفیر موجود رہتا ہے[7]۔ عرفات عرفہ کی جمع ہے، عرفات ایک میدان کا نام ہے جمع اس کی اس اعتبار سے ہے کہ اس کا ہر ٹکڑا گویا عرفہ ہے[8]۔ وقوف عرفہ مناسک حج میں سے ہے اور حج جسمانی عبادت کے ساتھ مالی عبادت بھی ہے حج میں سفر کرنا پڑتا ہے اور حج کے اندر محنت کرنی پڑتی ہے اور خاص ارکان انجام دینے پڑتے ہیں، اور یہ سارے کام جسم سے ادا کئے جاتے ہیں اس لئے یہ ایک جسمانی عبادت بھی ہے[9]۔ عرفات موقف حج کا نام ہی ہے اور یہ نام جمع ہی ہے جیسے اذرعات اور یہ منصرف ہے کیونکہ اس میں تاء تانیث کی نہیں بلکہ الف کے ساتھ یہ جمع مؤنث کی علامت ہے، عرفہ اس کا واحد ہے اس کا نام

عرفات اس لئے رکھا گیا کہ ابراہیم علیہ السلام کو اس کی نشاندہی کی گئی تو انہوں نے اس جگہ کو جیسے ہی دیکھا، تو پہلی نظر میں پہچان لیا[10]۔ ایک قول یہ بھی ملتا ہے کہ یہاں پر حضرت آدم علیہ السلام کی حضرت حوا علیھا السلام سے عرصہ دراز کے بعد ملاقات ہوئی تو انہوں اسی مقام پر ایک دوسرے کو پہچان لیا تھا[11]۔

وصف جمیل جو صرف اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے لئے ثابت ہے حجاج کرام وقوف عرفہ میں تلبیہ و تہلیل پڑھ رہے ہوتے ہیں، حجاج کرام کے لئے وقوف عرفہ ایک بے مثال نعمت ہے، اور یہ ایک عظیم الشان نعمت ہے کہ یہاں پر دعائیں قبول ہوتی ہیں، انسان طرح طرح کی گمراہیوں اور کوتاہیوں سے نکل کر میدان عرفہ میں اپنے گناہوں کی معافی مانگ رہا ہوتا ہے، وقوف عرفہ کا ایک فلسفہ یہ ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ اپنے بندوں کو دارین کی سعادتوں اور حقیقی فوز و فلاح سے سرفراز کرے۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں

وَّ الشَّفْعِ وَ الْوَتْرِ[12]۔

ترجمہ: اور قسم ہے جفت اور طاق کی۔

اس ایت مبارکہ میں طاق کا مطلب یوم عرفہ ہے نبی کریم ﷺ سے حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے دو اقوال روایت کی ہیں، ایک یہ کہ الوتر یوم عرفہ ہے اور الشفع یوم النحر ہے[13]۔

مختلف احادیث مبارکہ میں عرفہ کے دن روزے کی اہمیت بیان ہوئی ہے، کہ اس دن روزہ رکھنے یہ امید رکھی جاتی ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ پچھلے اور اگلے سال کے گناہ معاف فرمائے گا، کہ جو گناہ پچھلے سال ہوئے ہو، اور جو گناہ اگلے سال ہونے والے ہو، وہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ معاف فرمائے گا، نبی ﷺ ارشاد فرماتے ہیں۔

صِيَامُ يَوْمِ عَرَفَةَ إِنِّي أَحْتَسِبُ عَلَى اللَّهِ أَنْ يُكَفِّرَ السَّنَةَ الَّتِي قَبْلَهُ، وَالسَّنَةَ الَّتِي بَعْدَهُ[14]".

ترجمہ: عرفہ کے دن روزہ رکھنے پر مجھے امید اللہ (سبحانہ وتعالیٰ) سے امید ہے کہ وپچھلے سال کے گناہ بخش دے گا، اور وہ گناہ (بھی) جو اس سال کے بعد ہو۔

کچھ فقہائے کرام ایسے ہیں جن کا خیال ہے کہ عرفات میں وقوف کرنا اور عرفہ کا دن دو مختلف چیزیں ہیں کہ یوم عرفہ تاریخ اور دن کو کہا جاتا ہے، اگر اس کا حساب لگایا جائے تو یہ 9 ذی الحجہ قمری حساب سے آتا ہے، اگرچہ جس روز عرفات کے میدان میں حجاج کرام وقوف کرنے جاتے ہیں، تو اس دن پر ہی یوم عرفہ کا اطلاق ہوتا ہے[15]۔

سمندری سفر ہو، یا ہوائی سفر ہو، الغرض سفر کے ذریعے سے جو فائدے حاصل ہوتے ہیں، وہ اسی ضمن میں داخل ہیں، مطلب یہ کہ وقوف عرفہ میں حاضری دینے کے لئے حجاج کرام کی شوکت بھی ظاہر ہوتی ہے، مسلمان

ایک جگہ اکھٹے ہو کر اپنی تعداد اور پنی قوت ومنظر دکھا سکتے ہیں، سارے حجاج کرام تسبیح وتہلیل پڑھتے ہوئے حاضر ہوتے ہیں، ایمانی جذبہ بڑھ جاتا ہے، اس موقع پر حجاج کرام اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے بخشش کے طلبگار ہوتے ہیں۔

نبی کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں

ما مِن يَومٍ أَكْثَرَ مِن أَنْ يُعْتِقَ اللهُ فيه عَبْدًا مِنَ النَّارِ، مِن يَومِ عَرَفَةَ، وإنَّه لَيَدْنُو، ثُمَّ يُبَاهِي بهِمُ المَلَائِكَةَ، فيَقولُ: ما أَرَادَ هَؤُلَاءِ؟[16]

عرفہ سے بڑھ کر کوئی دن ایسا نہیں ہے جس میں اللہ تعالیٰ بندوں کو آگ سے اتنا آزاد کرتا ہو جتنا عرفہ کے دن آزاد کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ قریب ہوتا ہے اور فرشتوں پر بندوں کا حال دیکھ کر فخر کرتا ہے اور فرماتا ہے کہ یہ کس ارادہ سے جمع ہوئے ہیں؟

اللہ سبحانہ وتعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں

لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَبْتَغُوْا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكُمْ-فَاِذَآ اَفَضْتُمْ مِّنْ عَرَفٰتٍ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ عِنْدَ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ-وَ اذْكُرُوْهُ كَمَا هَدٰىكُمْ-وَ اِنْ كُنْتُمْ مِّنْ قَبْلِهٖ لَمِنَ الضَّآلِّیْنَ[17]۔

ترجمہ: نہیں ہے تم پر کوئی گناہ یہ کہ تم اپنے رب کا فضل تلاش کرو، پس جب تم عرفات سے واپس لوٹو تو مشعر حرام کے پاس اللہ کو یاد کرو اور اس کا ذکر کرو جیسا کہ اس نے تمہیں ہدایت دی ہے اگرچہ اس سے پہلے تم یقیناً بھٹکے ہوئے تھے۔

حضرت آدم اور حضرت حوا علیہما السلام کی طویل جدائی کے بعد مقام عرفات پر بتاریخ 9 ذی الحجہ کو ملاقات ہوئی تو یہ وہی مقام ہے جہاں پر انہوں نے ایک دوسرے کو پہچانا، مقام عرفات کا نام بھی اس تعارف کی وجہ سے مشہور ہوا، وقوف یعنی اس کا مطلب کہ جہاں پر ٹھہرنا ہو، سو حج کے موقع پر یہاں ٹھہرنے کی وجہ سے اس کو عرفات کہا جانے لگا[18]۔

تجارت دین شریعت میں جائز ہے اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے سود کو حرام اور تجارت کو جائز قرار دیا ہے، حج میں تجارت جائز ہے البتہ یہ ضروری ہے کہ تجارت کرنے سے جو ارکان حج ہیں، اس میں کوئی کمی بیشی نہ آئے، حلال طریقے سے مال کمانا فی نفسہ کوئی بُری چیز نہیں ہے، لیکن پھر مال کمانے کے بعد اُس مال کو غلط کاموں میں خرچ نہیں کرنا چاہیئے، اور نیک کاموں میں خرچ کرنا چاہیئے، جیسے اگر کسی کو اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے بدنی طاقت کے ساتھ مالی طاقت بھی دی ہو، تو اُسے چاہیئے کہ وہ حج کی ادائیگی کرے، اسی زکوۃ کی ادائیگی، صدقات، قربانی وغیرہ مالی استطاعت سے تعلق رکھتی ہے۔

وقوف عرفہ کا فلسفہ یہ بھی ہے کہ میدان عرفات میں احرام باندھا ہو، یعنی وہ لباس پہن کر جائے جس میں انسان عاجزی اور انکساری سیکھتا ہے اس حالت کو اپناتا ہے جو پسندیدہ بارگاہ عالی ہے، یہی وجہ ہے کہ لباس بھی آسان اور سادہ

رکھا ہوا ہے، یعنی احرام سفید رنگ کا اور سادہ ہے، جس میں اور کوئی رنگ اور مشکلات نہیں ہیں، اس میں اسلامی مساوات کا بھی بخوبی ظہور ہوتا ہے، نیز اس احرام سے ہی انسان کو اپنی حقیقت کا اندازہ ہوتا ہے کہ ایسا ہی ننگا آیا تھا، اور ایک کپڑے میں لپیٹ دیا گیا، اور اس دنیا میں چاہے جتنا کمالیں، جتنا مال و دولت اکھٹا کرلیں، لیکن بالآخر ایسے ہی سفید کپڑے میں لپیٹ کر دفن کر دیا جاتا ہے[19]۔

زمانہ جاہلیت میں مشرکین کی حالت ابتر تھی، دوسروں کو بُت پرستی پر مجبور کرنے کے ساتھ خود بھی بُت پرستی میں مبتلا تھے، ایک دوسرے کا مال کھانا، قتل وغارت، ظلم وستم یہ سب چیزیں ان میں عام تھیں، دین اسلام کے بعد اور پھر حج کے مواقع میں ایک دوسرے سے ملنے کا موقع ملا، زندگی کی تروتازگی، خوش طبیعتیں دیکھنے کو ملی۔

نو ذی الحجہ کے پچھلے پہر تمام حاجی میدان عرفات پہنچ جاتے ہیں اور آخر وقت عصر تک تکبیر و تحلیل اور ذکر اللہ میں مصروف رہتے ہیں، اسی کا نام اصطلاح شرع میں وقوف عرفہ ہے اور یہ حج کا ایک بڑا رکن ہے، غروب آفتاب کے بعد یہاں سے مزدلفہ کے لئے روانگی ہوتی ہے اور مزدلفہ پہنچ کر مغرب کی نماز عشاء کے وقت میں عشاء کے ساتھ ملا کر پڑھی جاتی ہے[20]۔

عرفہ نہ صرف مسلمانوں کے لئے بلکہ تمام انسانیت کے لئے ایک خاص اہمیت رکھتی ہے، اسی دن اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد سے عہد میثاق لیا تھا، جس وقت حضرت آدم علیہ السلام پیدا کئے گئے، اس کے بعد اس دنیا میں حضرت آدم علیہ السلام کی پشت سے جو اولاد پیدا ہوں گے، ان کو حاضر کیا، اور ان سے یہی سوال کیا، کہ کیا میں تم لوگوں کا پروردگار نہیں ہوں، تو سب نے جواب دیا کہ کیوں نہیں، آپ ہی رب ذوالجلال والاکرام ہیں، اور یہ عرفہ کا دن ہی تھا، اور اس وقت حضرت آدم علیہ السلام عرفہ میں بطن نعمان کے مقام پر تھے، قیامت تک جتنے بھی انسان پیدا ہوں گے، ان سب کی اراوح کو نکالا گیا[21]۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے جس دن حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد سے عہد وپیمان لیا تھا، وہ دن عرفہ کا تھا، اور یہ معلوم ہونا چاہیئے کہ اُس وقت مقام عرفات میں حاجیوں کا قیام نہیں ہوتا تھا، پھر بھی اسے عرفہ کہا گیا ہے[22]۔ اسی طرح اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے عرفہ میں حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد سے وعدہ لیا، اور ان سے بات کرتے ہوئے فرمایا: کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟ اولاد سے وعدہ لینے کا مطلب یہ ہوا کہ جیسے اس دنیا انسان ایک باپ سے پیدا ہوتا ہے، پھر اس کا باپ ہوتا ہے، اس کے بعد اس کا باپ، پھر اسکا باپ، اور یہ سلسلہ حضرت آدم علیہ السلام تک پہنچ جاتا ہے، اور اسی طرح روز آخرت تک ہماری اولادیں پھر ان کے اولاد اس کے بعد پھر ان کی اولاد، الغرض قیامت تک جتنے بھی اولاد

پیدا ہوں گے اُن سب سے وعدہ لیا گیا، کہ کیا میں تمہارا پروردگار نہیں ہوں ؟ تو انہوں نے کہا کہ کیوں نہیں، آپ رب العالمین ہیں،[23]

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے عالم ارواح میں تمام انسانیت کو عقل دے کر اُن سے وحدانیت و ربوبیت کی شہادت طلب کیں، تو اس کے بعد سب نے مان لیا اور اور اقرار کرتے ہو کہا کہ بلیٰ کیوں نہیں، آپ ہی رب ہیں، اولاد آدم علیہ السلام کو گواہی بنانے کا مقصد ہی یہی تھا کہ ایسا نہ ہو کہ قیامت کہ دن کہیں کہ اے رب ذوالجلال، ہمیں تو پتہ ہی نہی تھا ، ہم تو لاپرواہی میں شرک کیا کرتے تھے، ہمیں احساس ہی نہیں تھا کہ رب العالمین کون ہے، یا یہ نہ کہے کہ ہم لوگ بے قصور ہیں، ہمیں ہمارے آباء واجداد نے شرک کرنے پر آمادہ کیا، ہم اپنے آباؤاجداد کی وجہ سے شرک میں مبتلا ہوئے تھے، یہ سارا قصور ان لوگوں ہے یہ نہیں کہہ سکیں گے، اور اس وجہ سے نہیں کہہ سکیں گے کہ ان سے عہد میثاق لیا گیا تھا، اور ان کے پاس رسول بھیجے گئے تھے، وقوف عرفہ کا فلسفہ یہ بھی ہے کہ یہ لوگ میدان عرفات میں کھڑے ہو کر اپنی آخرت یاد رکھیں[24]۔ عرفہ کے دن آفتاب نکلنے کے بعد حاجی منیٰ کی طرف سے عرفہ کی طرف جاتے ہیں اور مسنون ہے کہ لوگ زوال تک مقام نمرہ میں ٹھہرے رہیں[25]۔ عرفات کی حدود اربعہ میں وادی عرنہ، قریہ عرفات، جبال عرفہ، اور مشرقی سڑک شامل ہے[26]۔

اسلام ایک دین رحمت ہے، اگر ہم مسلمانوں کی نیتیں درست ہو جائیں اور ہماری زندگی قوانین خداوندی کے مطابق ہو حج اور عرفہ کے علاوہ ہمارے نجی اور ذاتی امور بھی عبادات میں شمار ہو سکتی ہے اگر ہمارے اعمال میں خلوص ہو تو بند راہیں بھی کھل سکتی ہیں، یہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا احسان عظیم ہے کہ مسلمانوں کو حج کی توفیق دے کر میدان عرفات میں جمع کر لیتا ہے، اس پاکیزہ مقام پر نہ بے حیائی، نہ کوئی اور گناہ کے کام بلکہ خالص اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی تسبیح وحمد بیان ہوتی ہے۔

عرفہ کے دن ضروری ہے کہ خطیب لوگوں کو تقویٰ، ایمانداری، صدق نیت، اور خلوص کا درس دے، اور لوگوں کو اللہ کے حرام کردہ امور سے ڈرائے اور کتاب اللہ اور سنت رسول ﷺ کی تابعداری کا درس دیں، لوگ مقام عرفات میں وقوف کرتے ہیں، جبکہ بطن عرنہ کے پورا عرفہ وقوف کی جگہ ہے[27]۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے مفہوم اس طرح ہے کہ حضور ﷺ عرفات سے جب مزدلفہ جب تشریف لائے تو مغرب اور عشاء کی دو نمازیں پڑھی، پھر یہاں پر لیٹ گئے یہاں کہ صبح ہو گئی، تو صبح نماز فجر اذان اور اقامت پڑھی، پھر مشعر حرام آئے، قصوا نامی اونٹنی پر سوار تھے، اور قبلہ کی جانب منہ کرکے دعا، تکبیر و تہلیل اور اللہ تعالیٰ کی وحدانیّت بیان کرنے میں مشغول رہے اور وقوف کیا یہاں تک کہ خوب اُجالا ہو گیا اور طلوعِ آفتاب سے قبل یہاں سے روانہ ہوئے[28]۔

عرفہ کی حدود متعین ہے، جبل مشرق سے سامنے کے بالمقابل پہاڑوں تک اور وہاں سے بنی عامر کے باغات تک ہے، عرنہ اور نمرہ اور مسجد ابراہیم علیہ السلام اس میں سے نہیں ہے جبل رحمت کے نیچے بچھی ہوئی کنکریاں جو کہ بڑی چٹانوں کے پاس ہے، وہاں وقوف کرنا مستحب عمل ہے، اور وقوف کے وقت قبلہ رُو ہونا چاہیئے۔ جو آدمی زوال سے پہلے وقوف کرے، اور پھر زوال سے پہلے ہی عرفات سے چلا جائے تو اس کا وقوف معتبر نہیں ہو گا، اگر وقوف کے لئے واپس لوٹ کر نہیں آیا تو اس کا حج بھی فوت ہو جائے گا[29]۔

عرفہ کا دن اہل موقف کے لئے عید کے دن کے برابر ہوتا ہے، نبی کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں

یوم عرفه ویوم النحر و ایام منی عیدنا اہل الاسلام[30]

ترجمہ: یوم عرفہ اور یوم نحر اور منیٰ کے ایام ہم اہل اسلام کے لئے عید کے دن ہیں۔

عرفہ کے دن کی دعا سب سے اچھی دعا وہ ہے، جو نبی کریم ﷺ اور اُن سے پہلے انبیاء کرام نے بھی کی تھیں، وہ یہ ہے

لا اله الا الله وحده لاشریک له ، له الملک وله الحمد یحی و یمیت وھو علیٰ کل شی ءقدیر[31]

ترجمہ: نہیں کوئی معبود مگر اللہ وہ اکیلا ہے، نہیں کوئی شریک اس کا، اسی کی بادشاہت اور اسی کی ہی سب تعریف ہے، وہی زندگی دیتا ہے وہی مارتا ہے اور وہ زندہ ہے، نہیں وہ مرتا اسی کے ہاتھ میں ہے سب بھلائی، اور وہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔

وہ دعا جو پوشیدہ ہوتی ہے وہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کو زیادہ پیاری ہوتی ہے اور قبولیت کے زیادہ قریب ہوتی ہے، اللہ سبحانہ وتعالیٰ متقی دل کو بخوبی جانتا ہے اور آہستگی کی آواز کو پوری طرح سنتا ہے، میدان عرفات میں بھی کچھ لوگ دنیاوی باتوں میں مشغول ہوتے ہیں، آخر زمانہ میں دنوں اور ساعتوں کی برکت کم ہو جائے گی، وقت اس قدر جلد اور تیز معلوم ہو گا کہ اس کا فائدہ مند اور کارآمد ہونا معدوم ہو جائے گا، اس زمانے میں لوگ تفکرات اور پریشانیوں میں گھرے رہنے اور اپنے دل و دماغ پر بڑے بڑے فتنوں کے نازل ہونے مصائب و آفات اور طرح طرح کی مشغولیوں کا شدید تر دباؤ رکھنے کی وجہ سے وقت کے گزرنے کا ادراک اور احساس تک نہیں کر پاتے، اور یہ جاننا مشکل ہو جاتا ہے کہ کب رات گزر گئی اور کب دن گزر گیا، اس لئے وہ اُن مبارک ساعات میں بھی وہ دعا کرنا بھول جاتے ہیں۔

حجاج کرام میدان عرفات میں مل کر اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے معافی مانگتے ہیں نیز نبی کریم ﷺ نے اسلام کے قانون اساسی کا اعلان اسی مقام عرفات میں فرمایا تھا، یہاں عرفہ کے دن حجاج کرام کو وہ یاد آتا رہے گا[32]۔ وقوف عرفہ کا اہم فلسفہ یہ بھی ہے کہ یہ مقام دعا کی قبولیت کا ایک خاص مقام بھی ہے، یہاں پر دعا قبول ہوتی ہے، نبی کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں

خیر الدعاء دعاء یوم عرفه[33]

ترجمہ: بہترین دعا عرفہ کے دن کی دعا ہے

بعض لوگ پہاڑ کی چوٹی پر پہنچنا اپنے لئے لازم سمجھتے ہیں، حالانکہ مقام عرنہ کو چھوڑ کر عرفات کی پوری زمین وقوف کی جگہ ہے، جس میں دور جدید میں باقاعدہ طور پر حد بندیاں کی جاتی ہیں، کہ فلاں جگہ سے فلاں جگہ تک میدان عرفات ہے جہاں پر آپ وقوف کر سکتے ہیں۔

یوم عرفہ وہ برکت والا دن ہے، جس میں سابقہ انبیاء کرام نے بھی دعائیں مانگیں تھیں، ہمارے لئے بھی اس میں خیر وبرکت ہے، میدان عرفات میں سارے حاجی اکھٹے ہوتے ہیں، سب کے زبان پر اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی حمد و ثنا ہوتی ہے، اس کی رحمت کے طلب گار ہوتے ہیں، اپنے گناہوں کی مافی مانگتے ہیں، اور اس یقین سے گناہوں کی معافی مانگتے ہیں، کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ انہیں معاف کرے گا۔

علماء کا اس میں اختلاف ہے کہ دو آذانوں دو اقامتوں اور دونوں نمازوں کو جمع کیا جائے یا ایک اذان اور دو اقامتوں کے ذریعے جمع کیا جائے، حضرت امام مالک رحمہ اللہ کی رائے یہ ہے کہ وقوف عرفہ میں دو اذانوں اور دو اقامتوں کے ذریعے ان نمازوں کو جمع کیا جائے، حضرت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ، حضرت امام شافعی رحمہ اللہ، اور حضرت امام ثوری رحمہ اللہ کی رائے یہ ہے کہ ایک اذان اور دو اقامتوں سے انہیں جمع کیا جائے[34]۔ وقوف کے آداب اور سنتوں میں سوار ہو کر وقوف کرنا، اسی طرح امام کا دو خطبے دینا اور دو نمازوں کا جمع کرنا، نمازوں کے بعد وقوف میں جلدی کرنا، نمرہ میں غسل کرنا، سائے کی بجائے دھوپ میں وقوف کرنا، البتہ عذر کی وجہ سے سایہ میں بھی وقوف کرنا درست ہے، لڑائی جھگڑا، گالم گلوچ، فحش کلامی، وغیرہ سے گریز کرنا ہوتا ہے اور یہ کہ وقوف کرنے والا حضور قلب سے وقوف کرے، دیگر تمام مشغولیات سے فارغ ہو کر ذکر واذکار میں مشغول رہے۔[35] میدان عرفات میں دعا مانگتے ہوئے رب العالمین سے بہترین چیزوں کی استدعا کیا جائے، یوم عرفہ کے دن میدان عرفات میں مسلمان تواضع اختیار کرتے ہوئے اس کی بارگاہ میں خشوع وخضوع سے جھکنے والے اور انکساری پیش کرنے والے ہوتے ہیں اپنی ذات کا محاسبہ کرتے ہیں اور نئے سرے سے خالص نیت کے ساتھ توبہ کرتے ہیں۔ شیطان کو میدان بدر کے علاوہ میدان عرفات میں یوم عرفہ سے بڑھ کر زیادہ حقیر ذلیل اور پشیمانی کے عالم میں کبھی نہیں دیکھا گیا اور یہ پشیمانی محض اس وجہ سے ہوتی ہے کہ وہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے اپنے بندوں پر وجود وسخا سے گھبراتا ہے[36]۔

جب وقوف عرفہ فوت ہو جائے، تو اس سال کا حج بھی فوت ہو جائے گا اور اس کا تدارک بھی ممکن نہیں رہتا، چونکہ کسی چیز کا رکن اس چیز کی ذات ہوتی ہے اور فوت ہو جانے پر اس چیز کی بقاء محال ہوتی ہے۔ اگر حاجیوں سے یوم عرفہ کے دن میں غلطی ہو جائے تو دیکھا جائے گا کہ غلطی تاخیر میں ہوئی ہے یا تقدیم میں غلطی ہوئی ہے اگر

تاخیر میں غلطی ہوئی ہے کہ دس ذی الحجہ کو عرفہ کا دن سمجھ کر وقوف کیا تو یہ وقوف کافی سمجھا جائے گا اور حاجیوں پر کوئی دم نہیں ہو گا، اور حج پورا ہو جائے گا، ممکن ہے کہ وقوف کے بعد غلطی ہوئی ہو یا حالت وقوف میں غلطی ہوئی ہو ،اگر 9 کی بجائے 11 ذی الحجہ کو وقوف کیا یا 8 ذی الحجہ کو وقوف کیا یا میدان عرفات کے علاوہ کسی اور جگہ وقوف کیا تو ان کا حج صحیح نہیں ہو گا[37]۔

میدان عرفات میں جب کسی حاجی کا قدم پہنچتا ہے تو ان کی عقیدت کا سر جُھک جاتا ہے، ان کی آنکھیں نیچے ہو جاتی ہیں ان کے جذبات کا سمندر متلاطم ہو جاتا ہے اللہ سے محبت ان کی رگ رگ اور ریشہ ریشہ میں تڑپنے لگتی ہے، جہاں نظر ڈالتا ہے دل وجد کرتا ہے، آنکھیں اشکبار ہو جاتی ہیں اور زبان تسبیح و تہلیل میں مصروف رہتی ہے یہی وہ لذت اور لطف ہے جو ایمان کو تازہ اور شعائر اللہ کی محبت کو زندہ کرتا ہے۔ مساوات اسلام کا سنگ بنیاد ہے وقوف عرفہ میں سب ایک ہی میدان میں کھڑے رہتے ہیں ن کسی کے لئے جگہ کی خصوصیت ہوتی ہے اور نہ کسی کے لئے آگے پیچھے کی کوئی قید ہوتی ہے[38]۔

خلاصہ کلام

حج اسلام کا پانچواں رکن ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حج کے مناسک کو اپنے قول وفعل سے بیان کیا اور معزز صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ان سب کو ہم تک پہنچایا، عرفہ ایک مخصوص دن کا نام ہے عرفہ کے دن کو اس نام کے علاوہ یوم الرضا، الرضوان، المشہود، یوم الحج الاکبر اور اتمام النعمہ وغیرہ ناموں سے بھی یاد کیا جاتا ہے۔ جس روز مقام عرفات میں حاجیوں کا اجتماع ہوتا ہے عرفات کے دن عذاب سے نجات اور جہنم سے آزادی دیگر تمام دنوں کی نسبت زیادہ ہوتی ہے۔ عرفات حج کے ارکان میں سے ایک رکن ہے۔ جو مسلمان عرفات میں نہیں رکتا اس کا حج صحیح نہیں، عرفات کے میدان میں سب لوگ، امیر، غریب، بادشاہ، گدا، ایک ہی لباس میں ایک ہی حالت میں ایک ہی جگہ خدائے واحد کے دربار میں حاضر ہوتے ہیں اور اس طرح سب امتیازی تفرقے مٹ جاتے ہیں۔ اسی طرح عرفات میدان حشر کا نمونہ ہوتا ہے، لباسِ احرام کفن سے مشابہ ہوتا ہے۔ وقوف عرفہ سے انسان اعمال صالحہ کی رغبت اور گناہوں اور تمام بداخلاقیوں سے نفرت کرنے لگتا ہے، اور آخرت کی طرف توجہ مرکوز ہو جاتی ہے وقوف عرفہ کا فلسفہ یہی ہے کہ خود میں تواضع پیدا کی جائے، اپنے عیوب کا استحضار کیا جائے، انسان کے دل میں ہر وقت اپنی بڑائی کا خیال جو دل میں جما رہتا ہے، اس کو ختم کیا جائے، اپنے مال، علم وتقوی، شکل وصورت پر فخر نہیں کرنا چاہئیے۔

حوالہ جات

1۔۔ محلی، کمال الدین، مولانا، حجاج ہند، الفضل پبلیکشنز، حیدر آباد، 1977ء، ج03، ص272

2۔ الزحیلی، وھبہ، ڈاکٹر، الفقہ الاسلامی وادلتہ (اردو ترجمہ) دارالاشاعت، کراچی، 2012ء، ج02، 454،

3۔ ابن رشد، بدایۃ المجتھد ونہایۃ المقتصد، (مترجم) عبید اللہ فلاحی، دار التذکیر، اردو بازار، لاہور، س۔ن، ص456۔

4۔ سعدی، محمد سہیل، معجم، دار الحکمہ پبلکیشنز، حیدر آباد، س۔ن، ص356

5۔ الفیروزآبادی، علامہ، محمد دین، القاموس المحیط، ج01، دار الفکر، بیروت، س۔ن، ص832

6۔ قرطبی، امام، محمد بن احمد، تفسیر قرطبی، دار لکتب المصریہ، القاہرہ، س۔ن، 02، ص129

7۔ محلی، کمال الدین، مولانا، حجاج ہند، ج03، ص281،

8۔ پانی پتی، عثمانی، قاضی، محمد ثناء اللہ، تفسیر مظہری، (اردو)، خزینہ علم وادب، اردو بازار لاہور، س۔ن، ج02۔01، ص 314

9۔ عثمانی، محمد تقی، مفتی، شیخ الاسلام، روح کی بیماریاں اور ان کا علاج، مکتبہ عثمانیہ، راولپنڈی، 2013ء، ج01، ص42

10۔ النسفی، ابی البرکات، عبد اللہ بن احمد بن محمود، تفسیر مدارک (اردو)، مکتبہ علوم اسلامیہ، لاہور، 2013ء، ج 01، ص277

11۔ ایضا، ص278

12۔ الفجر:03

13۔ سید، امیر علی، مواہب الرحمٰن، الفضل کمپنی، لاہور، س۔ن،، ج08، ص529

14۔ القزوینی، محمد بن یزید بن عبد اللہ، سنن ابن ماجہ، رقم الحدیث1730، دار السلام، لبنان، س۔ن

15۔ عبد العلیم، مولانا، عرفہ کا روزہ، مکتب دعوت وارشاد، سعودی عرب، س۔ن، ص31

16۔ نیشاپوری، مسلم بن حجاج، امام، صحیح مسلم، رقم الحدیث، 3288، دار احیاء التراث، لبنان، 1988ء

17۔ البقرہ:198

18۔ قرطبی، امام، محمد بن احمد، تفسیر قرطبی، 01، ص320،

19۔ دہلوی، عبد الوہاب، مولانا، اسرار حج، مکتبہ رحمانیہ، لاہور، س۔ن، ص31

20۔ خان، مولانا، غلام اللہ، جواہر القرآن، کتب خانہ رشیدیہ، راولپنڈی، س۔ن، ج01 ص97

21۔ دہلوی، عبد القادر، مولانا، میدان عرفات، الوحید کتب خانہ، انڈیا، 1977ء،، ص244،

22۔ عبد العلیم، مولانا، عرفہ کا روزہ، مکتب دعوت وارشاد، سعودی عرب، س۔ن، ص ۳۳

23۔ ابن مسعود، ابو محمد الحسین، تفسیر بغوی اردو، (مترجم)، تالیفات اشرفیہ، کراچی، س۔ن، ج02، ص223

24۔ ایضا، ص245

25۔ داؤد، عبد الباقی، تاریخ وفضائل مکہ مکرمہ، مترجم، محمد وسیم، مشتاق بک کارنر، لاہور، 2014ء، ص928

26۔ دہلوی، عبد الوہاب، مولانا، اسرار حج، ص37

27۔ علامہ، شیخ، عبد العزیز بن عبد اللہ، احکام الحج والعمرۃ والزیارۃ، ادارۃ العلوم الاثریہ، فیصل آباد، 2012ء، ص70

28۔ نیشاپوری، مسلم بن حجاج، امام، صحیح مسلم، رقم الحدیث147،

29۔ الزحیلی، وھبہ، ڈاکٹر، الفقہ الاسلامی وادلتہ (اردو ترجمہ) ج02، 454،

30۔ السجستانی، سلیمان بن اشعث، امام، سنن ابی داؤد، رقم الحدیث2419، دار الکتب العلمیہ، لبنان، س۔ن

31۔ ابو عیسی، محمد بن عیسی، سنن ترمذی، دار احیاء التراث، لبنان، س۔ن، ج04، ص285

32۔ دہلوی، عبد الوہاب، مولانا، اسرار حج، مکتبہ رحمانیہ، لاہور، س۔ن، ص41

33۔ ابو عیسی، محمد بن عیسی، سنن ترمذی، رقم الحدیث، 3585، ج02

34۔ ابن رشد، بدایۃ المجتہد ونہایۃ المقتصد، (مترجم) عبید اللہ فلاحی، ص458

35۔ الزحیلی، وھبہ، ڈاکٹر، الفقہ الاسلامی وادلتہ (اردو ترجمہ) ج02، 455،

36۔ شیخ، عبد العزیز بن باز، حج اور اس کے مسائل، احمد بلاک، لاہور، س۔ن، ص61

37۔ الزحیلی، وھبہ، ڈاکٹر، الفقہ الاسلامی وادلتہ (اردو ترجمہ) ج02، ص457

38۔ ندوی، سید سلیمان، مولانا، سیرت النبی ﷺ، دار المصنفین، شبلی اکیڈمی، یوپی، انڈیا، س۔ن، ج0، ص266